مع تصحیح واضافہ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ط

مِفْتَاحُ التَّرْتِیْل

بہت سے مدارس میں داخلِ نصاب

تالیف

(مولانا قاری) عبد الرؤف (صاحب) بلندشہری

استاذ تجوید وقرأت دارالعلوم دیوبند

مکتبہ زینت القرآن دیوبند

M.:9411899456, 9634471900

تقریظ

حضرت الاستاذ جناب مولانا قاری المقری احمد اللہ صاحب دامت برکاتہم
شیخ التجوید و القراءت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد! قرآن مجید خداوند قدوس عزوجل کا کلام ہے جس کی صفت ملک الکلام ہے اس نسبت سے قرآن کریم کی عظمت شان ظاہر و باہر ہے قرآن کریم کے معنوی حقوق کے ساتھ اس کے لفظی حقوق بھی ہیں اور وہ قرآن پاک کے الفاظ کو صاف صاف پڑھنا ہے اس پر ہر قاری کو مکلّف بنا کر مامور کیا گیا ہے جس کا مبیّن خود قرآن کریم ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً۔ اسی پر علماء امت اور فقہاء عابدین کا اجماع ہے اس کے خلاف قرآن کریم پڑھنا خرق اجماع موجبِ اثم اور باعثِ لعن ہے یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں تصحیح قراءت قرآن کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے اور مختلف زبانوں میں قواعد تجوید پر بے شمار رسالے لکھے جاتے رہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ مسمیٰ ''مفتاح الترتیل'' اسی اہمیت کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے رسالہ مذکور میری نظر سے از اوّل تا آخر گذرا دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ واقعی یہ مبتدیوں کے لئے بہت ہی مفید اور اسم بامسمّٰی ہے۔ رسالہ کے مؤلف عزیز محترم جناب مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلند شہری استاذ تجوید قراءت دارالعلوم دیوبند میرے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں ماشاء اللہ بہت محنتی ہیں۔ تجوید و قراءت سے اچھا لگاؤ ہے اور خوش آوازی سے قرآن پاک پڑھنے کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرما کر مؤلّف موصوف کو اپنی مرضیات سے نواز دیں۔

آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن بجاہ سَیّد الْمُرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاصحَابِہٖ اجمعین۔

(جناب حضرت مولانا قاری) احمد اللہ (صاحب) غفرلہ (دامت برکاتہم)

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری انتباہ......بشکل پیش لفظ

۱۴۰۸ھ میں احقر کی پہلی تالیف بنام ''مصباح الترتیل'' منظر عام پر آئی تھی جس کو اہل علم اور قدر داں طبقے نے بڑی حوصلہ افزانگاہوں سے دیکھا، بہت سے ایڈیشن اس کے اب تک آچکے ہیں اب مزید ناگزیر اضافات اور نئے تجربات کی روشنی میں جدید ترتیب پر انشاء اللہ عنقریب منظر عام پر آرہی ہے جو ان چاروں علوم (علم تجوید، علم وقف، علم رسم الخط، علم قراءات) پر مشتمل ہے جن کا جاننا ایک قاری اور مقری کے لئے بہت ضروری ہے، یہ کتاب انشاء اللہ طالب علم کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کردے گی، قدر داں حضرات اور احباب کرام کے پیہم طویل اصرار کے باوجود اس کی جدید اشاعت ثانیہ کی تاخیر پر معذرت ہے۔ مذکورہ بالا کتاب تجوید کے منتہی طلبہ کے لئے ترتیب دی گئی تھی جس میں بعض دقیق مباحث بھی شامل تھے اس لئے بعض احباب خصوصاً عزیز القدر محمد حسین مدنی سلمہ ابن حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم کی فرمائش پر زیر نظر کتاب ''مفتاح الترتیل'' ۱۴۱۴ھ میں ترتیب دی گئی جو حسب فرمائش تجوید کے ضروری مسائل کو حاوی ہے اور انداز بیان ایسا آسان ہے کہ درجات حفظ کے طلبہ اور تجوید کے ابتدائی طلبہ اس سے بخوبی استفادہ کرسکیں گے......... زیر نظر کتاب کی عام مقبولیت اور زیادہ مانگ کو دیکھ کر دیوبند کے متعدد مکتبوں نے اس کو بغیر اجازت کے خود چھپوالیا ہے جو شرعاً اور اخلاقاً بڑا جرم ہے بعض دوسری زبانوں میں بھی اس کتاب کے تراجم کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

''مفتاح الترتیل'' کے بعض مقامات تشنۂ اصلاح و تشنۂ اضافہ تھے اب تک جن کی اصلاح تساہلی کا شکار بنی رہی...... لیکن اس اشاعت میں پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے تمام تشنۂ مقامات کی اصلاح کردی گئی ہے، اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اب یہ کتاب فن کے طلبہ کے لئے مزید نافع بنے گی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

دعاء ہے کہ رب ذوالجلال اس خدمت کو شرف قبولیت سے نواز کر راقم کے والدین نور اللہ مرقدہما اور تمام اساتذۂ کرام اور راقم کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین والسلام

عبدالرؤف غفرلہ خادم تجوید و قراءات دارالعلوم دیوبند

یکم ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ

کامیابی کا راز

وَلَیْسَ بَیْنَه وَبَیْنَ تَرْكِهٖ   اِلَّا رِیَاضَةَ امْرِءٍ بِفَكِّهٖ (محمد ابن الجزری)

ترجمہ: اور تجوید کے حاصل کرنے اور نہ کرنے میں کوئی فرق نہیں مگر انسان کا اپنے جبڑے (منہ) سے ریاضت اور محنت کرنا ہے۔

اہل فن اور حضرات مقربین پر یہ بات واضح ہے کہ فنِ تجوید کے حاصل ہونے کا مدار محض مشق اور ریاضت پر ہے تجوید کا جو طالب علم اپنے شوق اور جذبے سے جتنی زیادہ مشق کر لیتا ہے اسکو اتنی ہی کامیابی حاصل ہو جاتی ہے، یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ حسن ادا کا مدار، سانس اور آواز پر قابو پانے کا مدار، آواز کے حسین اور خوبصورت ہونے کا مدار عربی مقامات (لہجوں) پر عبور حاصل ہونے اور ان میں امتیاز پیدا ہونے کا مدار صرف اور صرف پورے ذوق اور جذبے کے ساتھ مسلسل مشق اور ریاضت کرنے پر ہے اس لئے حضرات مقربین سے عرض ہے کہ وہ ترتیلاً ایک رکوع کو بارہ یا پندرہ دن تک خود مشق کرائیں اور طلبہ کو خوب ترغیب اور شوق دلا کر تعلیمی اوقات میں نیز خارجی اوقات میں تین تین طلبہ کی جماعت بنا کر اپنی نگرانی میں مشق کرنے کا پابند بنائیں، تاکہ طلبہ اس کے عادی ہو جائیں، کتاب کے اسباق خوب پختہ سنیں اور جب مخارج کا بیان ختم ہو جائے تو مخارج کا اجراء شروع کرا دیں اور آموختہ بھی ہر دن سنیں اجراء اس طرح کرائیں مثلاً اَلْحَمْدُ میں بچہ ہمزہ کا مخرج بیان کرے یعنی اقصیٰ حلق پھر ہمزہ کا لقب بتائے یعنی ء، ہ، ع، ح، غ، خ، کا لقب حروف حلقیہ ہے اور جب الف لام تعریف کے بیان تک کتاب ہو جائے تو پھر الف، اَللّٰهُ کے لام، را، نون، میم کے قواعد کو بھی اجراء میں شامل کرا دیں مد کا بیان ختم ہو جائے تو مد کے قواعد کو بھی اجراء میں شامل کرا دیں اور جب صفات لازمہ کا بیان ختم ہو جائے تو صفات لازمہ کو مع تعریفات اجراء میں شامل کرا دیں اس ترتیب پر عمل پیرا ہو کر اگر طالب علم محنت کرتا رہا تو انشاء اللہ بہت جلد کامیابی حاصل ہو گی، اللہ تعالیٰ خدمت قرآن میں ہمیں خلوص پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

تجوید کے لغوی معنیٰ: عمدہ بنانا اچھا کرنا۔

تجوید کے اصطلاحی معنیٰ: ہر حرف کو اس کے مخرج اور تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا۔

تجوید کا موضوع: قرآن کریم کے حروف تہجّی الف ب ت ث اِلٰی آخِرِہٖ.

تجوید کی غرض وغایت: قرآن کریم کو صحیح پڑھنا جس طرح اللہ نے اس کو نازل فرمایا، اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا۔

تجوید کا مرتبہ: یہ علم تمام علوم سے افضل ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

تجوید کا ماخذ: قرآن کریم اور نبی ﷺ کی تلاوت قرآن کا طرزِ ادا جو روایات مشہورہ اور تواتر سے ہم تک پہنچا۔

تجوید کا حکم: اتنی تجوید سیکھنا ہر شخص پر فرض ہے جس سے قرآن کریم صحیح پڑھ سکے۔

لحن کے معنیٰ: غلطی کرنا تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے کو لحن کہتے ہیں۔ لحن کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لحنِ جلی (۲) لحنِ خفی.

لحن جلی: واضح اور بڑی غلطی کو کہتے ہیں جس سے کلمے میں تبدیلی ہو جائے جیسے (۱) اَلْحَطَبُ کی جگہ اَلْحَتَبُ (۲) اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ (۳) فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ کی جگہ فِيْ صُدُرِ النَّاسِ فَعَلَ رَبُّكَ کی جگہ فَعَلَا رَبُّكَ (۴) اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْحَمْدُ وَامْرَأَتُهٗ کی جگہ وَامْرَأُتُهٗ پڑھ دیا۔ ایسی غلطیوں کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا اور سننا حرام ہے۔

لحن خفی: پوشیدہ اور چھوٹی غلطی کو کہتے ہیں جس سے حرفوں کی خوبصورتی ختم ہو جائے جیسے **الف** اور **اللہ کے لام** اور **را** کو پُر پڑھنے کی جگہ باریک اور باریک پڑھنے کی جگہ پُر پڑھ دینا **نون** اور **میم مشدّد** میں اور **اخفاء والے نون** اور **میم** میں غنّہ نہ کرنا وغیرہ ایسی غلطیوں کے ساتھ قرآن پڑھنا اور سننا مکروہ ہے دونوں قسموں کی غلطیوں سے بچتے ہوئے اچھی

آواز سے اور عربی لہجوں میں قرآن پڑھنا بہت اچھا ہے حدیث شریف میں اس کی فضیلت آئی ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا. (رواہ الدارمی)

ترجمہ: قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ذریعہ خوبصورت بناؤ پس بیشک اچھی آواز قرآن کریم کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ کا بیان

(۱) قرآن کریم کی تلاوت سورۂ توبہ کے علاوہ جب کسی سورت سے شروع کریں تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ پڑھنا سنت ہے۔لیکن سورۂ توبہ کے شروع میں کسی بھی حال میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔(۲) اور اگر تلاوت کسی بھی سورت کے بیچ سے شروع کریں تو اعوذ باللہ پڑھنا ضروری ہے۔بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں لیکن پڑھ لینا ہی اچھا ہے۔مگر بسم اللہ کو آیت سے جدا کر کے پڑھنا چاہئے۔(۳) جب ختم ہونے والی سورۃ سے بسم اللہ کو ملا کر پڑھا جائے تو بسم اللہ پر سانس نہیں توڑنا چاہئے بلکہ آنے والی سورت سے بسم اللہ کو ملا کر پڑھنا چاہئے۔

(۴) سورۂ انفال ختم کر کے یا کسی بھی سورۃ کو ختم کر کے سورۂ توبہ شروع کی جائے تو تین طرح پڑھنا جائز ہے۔**وَصل**: یعنی ختم ہونے والی سورۃ کو سورۂ توبہ سے ملا کر پڑھنا، **وقف**: یعنی ختم ہونے والی سورۃ پر سانس توڑ کر سورۂ توبہ شروع کرنا، **سکتہ**: یعنی ختم ہونے والی سورۃ پر سانس توڑے بغیر صرف آواز توڑ کر تھوڑا رک کر سورۂ توبہ شروع کرنا۔

(۵) تلاوت کرتے کرتے اگر کوئی بات ایسی کر لی جس کا تعلق تلاوت سے نہ ہو خواہ کسی کے سلام کا جواب ہی دیدیا ہو تو دوبارہ اعوذ باللہ پڑھنا چاہئے۔

مخارج کا بیان

مخارج جمع ہے مخرج کی مخرج کا معنیٰ ہے نکلنے کی جگہ جن حصّوں سے حروف ادا ہوتے ہیں انہیں مخارج کہتے ہیں۔ کل حروف کی تعداد انتیس ۲۹ ہے اور مشہور قول کے مطابق مخارج کی تعداد سترہ ۱۷ ہے[۱] اور تقریباً تمام مخارج حلق[۱]، منہ زبان[۲]، ہونٹوں[۳] میں پائے جاتے ہیں۔ ان ہی تینوں کو اصول مخارج کہتے ہیں

(۱) **الف**، **واؤ** اور **یاء** مدّہ کا مخرج جوف دہن یعنی حَلْق سے ہونٹوں تک منہ کا خالی حصّہ۔

الف ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے واؤ ساکن سے پہلے ضمّہ ہو یا ساکن سے پہلے کسرہ ہو تو یہ دونوں بھی مدّہ کہلاتے ہیں جیسے اُوْتِيْنَا تینوں حروف مدّہ کا لقب حروف جوفیہ اور ہوائیہ ہے۔[۲]

(۲) **ھمزہ** اور **ھاء** کا مخرج اقصیٰ حلق یعنی حَلْق کا سینہ کی طرف والا حصّہ۔

(۳) **عین** اور **حاء** کا مخرج وسط حَلْق یعنی حَلْق کا بیچ۔

(۴) **غین** اور **خاء** کا مخرج ادنیٰ حَلْق یعنی حَلْق کا منھ کی طرف والا حصّہ۔

ھمزہ، **ھاء**، **عین**، **حاء**، **غین**، **خاء** کا لقب حروف حلْقیہ ہے۔[۳]

(۵) **قاف** کا مخرج۔ اعلیٰ اقصیٰ لسان یعنی زبان کی جڑ کوّے کے پاس اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

(۶) **کاف** کا مخرج ادنیٰ اقصیٰ لسان یعنی زبان کی جڑ منہ کی طرف اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

قاف اور **کاف** کا لقب حروف لَھَوِیَّہ اور لَھَا تِیَّہ ہے۔[۴]

---

[۱] یہ خلیل ابن احمد بصری فراہیدی م ۱۷۰ھ کا مذہب ہے۔ [۲] جوفیہ اس لئے کہ تینوں جوف سے نکلتے ہیں، ہوائیہ اس لئے کہ ان کی آواز ہوا سے شروع ہو کر ہوا ہی پر ختم ہوتی ہے۔ [۳] حَلْق لام کے سکون سے ہے، مصباح اللغات والرعایۃ۔ [۴] گوشت کا وہ ٹکڑا جو حلق کے اوپر لٹکا رہتا ہے۔ جس کو اردو میں کوا اور عربی میں لَھَوٌ اور لَھَاۃ کہتے ہیں۔ یہ دونوں حروف اس کے قریب سے نکلتے ہیں۔

(۷) **جیم، شین، یاء** غیر مدّہ (یعنی یاء متحرک اور یاء لین) کا مخرج زبان کا بیچ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔ **جیم، شین، یاء** غیر مدّہ کا لقب حروف شَجْرِیَّہ ہے۔[۱]

جس یاء ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یاء لین کہتے ہیں جیسے خَیْرٌ، غَیْرُ میں یاء اور جس یاء پر کوئی حرکت ہو اس کو یاء متحرک کہتے ہیں جیسے یَوْمٌ کی یاء۔

آگے آنے والے اکثر مخارج کا تعلق دانتوں سے ہے اس لئے پہلے دانتوں کے نام بیان کئے جاتے ہیں۔ اکثر آدمیوں کے بتیس دانت ہوتے ہیں۔ سولہ اوپر اور سولہ نیچے۔ سامنے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں نیچے والے دو کو ثنایا سفلیٰ اور اوپر والے دو کو ثنایا علیا کہتے ہیں۔ ثنایا کے برابر میں چار دانت ہیں دو اوپر ایک ایک دائیں بائیں جانب دو نیچے ایک ایک دائیں بائیں جانب ان چاروں کو رَبَاعِیات[۲] کہتے ہیں آگے رباعیات سے ملے ہوئے اسی طرح چار نوکیلے دانت ہیں دو اوپر ایک ایک دائیں بائیں جانب دو نیچے ایک ایک دائیں بائیں جانب ان کو اَنیَاب[۳] کہتے ہیں۔ باقی بیس دانتوں کا نام عربی میں اَضْرَاس ہے جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں۔ اَنیاب سے ملی ہوئی اسی طرح چار ڈاڑھ ہیں دو اوپر ایک ایک دائیں بائیں جانب دو نیچے ایک ایک دائیں بائیں جانب ان کو ضواحک[۴] کہتے ہیں ضواحک سے ملی ہوئی بارہ ڈاڑھ ہیں چھ اوپر تین تین دائیں بائیں جانب چھ نیچے تین تین دائیں بائیں جانب ان کو طواحن[۵] کہتے ہیں۔ طواحن سے ملی ہوئی بالکل آخر میں چار ڈاڑھ ہیں دو اوپر ایک ایک دائیں بائیں جانب دو نیچے ایک ایک دائیں بائیں جانب ان کو نواجذ[۶] کہتے ہیں۔ یاد کی آسانی کے لئے تمام دانتوں کے ناموں کو نظم کر دیا گیا ہے۔

---

[۱] شجر جیم کے سکون کے ساتھ منہ کے درمیانی حصہ کی کشادگی (مفتح) کو کہتے ہیں۔ [۲] راء کے زبر کے ساتھ ان کو قَوَاطِعُ بھی کہتے ہیں۔ قَوَاطِع قَاطِعٌ کی جمع ہے اس کے معنی کاٹنے والا کیونکہ یہ غذا کو کاٹتے ہیں۔ [۳] ان کو کواسِرُ بھی کہتے ہیں کواسِرُ کاسِرٌ کی جمع ہے جس کے معنی توڑنے والا کیونکہ یہ غذا کو توڑتے ہیں۔ [۴] ضواحک جمع ہے ضاحک کی ضاحک کے معنی ہنسنے والا کیونکہ یہ آدمی کے ہنستے وقت ظاہر ہو جاتی ہیں۔ [۵] طَوَاحِنْ جمع ہے طَاحِنٌ کی طاحن کے معنی پیسنے والا کیونکہ یہ غذا کو پیستی ہیں۔ [۶] نَوَاجِذ ناجذ کی جمع ہے ان کو ضِرْسُ الحِلْم بھی کہتے ہیں۔ یہ بالغ ہونے کے بعد نکلتی ہیں۔

یہ بتیس دانت بھی ایک نعمت عظمیٰ کا مظہر ہیں
ثنایا چار ہیں دو دو رَباعی مثلِ اختر ہیں
یہ چار انیاب جو ہیں نوک والے کتنے خوش تر ہیں
یہ بیس اضراس کیسی نعمتیں اللہ اکبر ہیں
ضواحک چار ہیں بارہ طواحن بھی مقرر ہیں
حیات[۱] ان کے برابر میں نواجذ چار مضمر ہیں

(۸) **ضاد** کا مخرج زبان کی کروٹ اور اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ بائیں طرف سے آسان ہے۔ ض کا لقب حافِیَہ ہے۔[۲]

(۹) **لام** کا مخرج زبان کا کنارہ ضاحک ناب رَباعی ثنایا کے مسوڑھے۔

(۱۰) **نون** کا مخرج زبان کا کنارہ ناب رَباعی ثنایا کے مسوڑھے۔

(۱۱) **راء** کا مخرج زبان کا کنارہ مع کچھ زبان کی پشت کے ثنایا علیا اور رَباعی کے مسوڑھے۔

لام، نون، راء کا لقب حروف طَرَفِیَّۃ اور ذَلْقِیَہ ہے۔[۳]

(۱۲) **طاء، دال، تاء** کا مخرج زبان کا سرا اور ثنایا علیا کی جڑ۔

طا، دال، تاء کا لقب حروف نِطْعِیَّۃ اور نِطَعِیَّۃ ہے۔[۴]

(۱۳) **زاء، سین، صاد**، کا مخرج زبان کی نوک ثنایا سفلیٰ کا کنارہ اور کچھ ثنایا علیا سے ملکر **زاء، سین، صاد** کا لقب حروف اَسَلِیّہ اور صَفِیرِیَّہ ہے۔[۵]

---

۱ مؤلف کتاب کا تخلص ہے۔ ۲ زبان کی دونوں کروٹوں کا وہ حصہ جو نواجذ طواحن اور ضواحک کے مقابل ہے اس کو حافۂ لسان کہتے ہیں ضاد یہیں سے ادا ہوتا ہے اس لئے اس کو حافیہ کہتے ہیں۔ ۳ انیاب رباعیات اور ثنایا کے مقابل دونوں جانب جو زبان کا کنارہ ہے۔ اس کو طرف لسان کہتے ہیں۔ یہ تینوں یہیں سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو طرفیہ کہتے ہیں ذلق کے معنی تیزی اور زبان کا باریک حصہ کیونکہ یہ زبان کے کنارے اور اس کے باریک حصے سے نکلتے ہیں اس لئے ان کو ذَلْقِیَہ ذَلَقِیّہ یا ذَوْلَقِیَّہ کہتے ہیں التمہید ص ۸۵ ۴ نِطْع یا نِطَع تالو کا ابھرا ہوا وہ اگلا حصہ جس میں سلوٹیں ہوتی ہیں یہ حروف اس کے قریب سے نکلتے ہیں اس لئے ان کو نِطْعِیَہ یا نِطَعِیَہ کہتے ہیں۔ ۵ اَسَلَۃ زبان کی نوک کا باریک حصہ یہ حروف اسی سے نکلتے ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۱۴) **ثاء، ذال، ظاء** کا مخرج زبان کی نوک ثنایا علیا کا کنارہ۔ **ثاء، ذال، ظاء** کا لقب حروف لِثَوِیَّہ اور لِثَوِیَّہ ہے۔[۱]

(۱۵) **فاء** کا مخرج نیچے کے ہونٹ کی تری کا حصہ اور ثنایا علیا کا کنارہ۔

منہ بند کرنے کے بعد ہونٹوں کا چھپا ہوا حصہ تری اور باہر والا حصہ خشکی کہلاتا ہے۔

(۱۶) **باء، میم، واؤ** غیر مدہ یعنی واؤ متحرک اور واؤ لین کا مخرج۔ دونوں ہونٹ **باء** دونوں ہونٹوں کی تری سے۔ **میم** دونوں ہونٹوں کی خشکی سے ادا ہوتا ہے۔ **واؤ** غیر مدہ (یعنی واؤ متحرک اور واؤ لین) دونوں ہونٹوں کے کنارے ملنے اور بیچ گول ہو کر کھلا رہنے سے ادا ہوتا ہے۔

فاء، باء، میم، واؤ غیر مدہ کا لقب حروف شَفَهِیَّہ اور شَفَوِیَّہ ہے۔[۲]

جس واؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو واؤ لین کہتے ہیں۔ جیسے نَوْمٌ خَوْفٌ میں واؤ جس واؤ پر حرکت ہو اس کو واؤ متحرک کہتے ہیں۔ جیسے وَلَکُمْ میں واؤ۔

(۱۷) **غنہ** کا مخرج خیشوم یعنی ناک کا بانسہ۔ جو نون ، میم میں تشدید اور اخفاء اور ادغام ناقص کی حالت میں ہوتا ہے جس کا بیان آگے آئے گا۔

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ

کسی حرف کو ساکن یا مشدد کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لا کر ادا کیا جائے اگر حرف کی آواز وہیں سے نکل رہی ہے جو اس کا مخرج بیان کیا گیا ہے تو سمجھنا چاہئے کہ حرف مخرج سے ٹھیک ادا ہو رہا ہے اگر کہیں اور سے نکل رہی ہے تو غلط ہے جیسے اِبْ، اِمّ، اِفْ۔

نیز ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ حرف کو متحرک کر کے اس کے بعد ہاء سکتہ (ہاء ساکنہ) لا کر ادا کیا جائے۔ جیسے بَہْ، ثَہْ، دَہْ، ضَہْ۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس لئے ان کو اَسَلِیَّہ کہتے ہیں۔ ان کو صفیریہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی ادا میں سیٹی جیسی آواز نکلتی ہے صفیر کے معنی سیٹی۔ [۱] لِثَّۃٌ کے معنی مسوڑھا۔ یہ دانتوں کے مسوڑھوں کے قریب سے نکلتے ہیں اس لئے ان کو لِثَوِیَّہ یا لِثَوِیَّہ کہتے ہیں [۲] شَفَۃٌ کے معنی ہونٹ یہ ہونٹوں سے نکلتے ہیں اس لئے ان کو شَفَوِیَّہ اور شَفَهِیَّہ کہتے ہیں۔ نہایۃ القول المفید ص ۴۶

حرفوں کو پُر اور باریک پڑھنے کا بیان

حرف کے پُر پڑھنے کو تفخیم کہتے ہیں اور جس حرف کو پُر پڑھا جائے اس کو حرف مفخم کہتے ہیں۔ خُصَّ، ضَغْطٍ، قِظْ کے سات حروف ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں جیسے اَنْقَضَ میں قاف، ضاد ان سات حروف کو حروف مستعلیہ کہتے ہیں ان حروف کی ادا میں زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف بلند ہو جاتا ہے اس لئے یہ پُر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی بائیس (٢٢) حروف کو حروفِ مستفلہ کہتے ہیں۔ حروف مستفلہ سب ہر حال میں باریک پڑھے جاتے ہیں جیسے مٰلِکِ کے تمام حروف ان حروف کی ادا میں زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو سے نیچے کی طرف رہتا ہے اس لئے یہ باریک ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے تین حروف (١) **الف** (٢) **اَللّٰہ کا لام** (٣) اور **راء** کبھی پُر اور کبھی باریک ہوتے ہیں۔

الف کا قاعدہ: الف کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے پُر حرف ہو تو الف بھی پُر ہوگا۔ جیسے فَطَالَ قَادِرٌ اور اگر الف سے پہلے باریک حرف ہو تو الف بھی باریک ہوگا۔ جیسے ذٰلِکَ، مَالٍ [1]

اَللّٰہ کے لام کا قاعدہ: اللہ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو اللہ کا لام پُر ہوگا۔ جیسے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ، نَصْرُ اللّٰہِ اور اگر اس سے پہلے زیر ہو تو اللہ کا لام باریک ہوگا۔ جیسے! فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اور اَللّٰھُمَّ کے لام کا قاعدہ بھی یہ ہی ہے چنانچہ قُلِ اللّٰھُمَّ کا لام باریک ہوگا اور مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ اور قَالُوا اللّٰھُمَّ کا لام پُر ہوگا۔[2]

ضروری تنبیہ: زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھانے سے حروف موٹے ہو جاتے ہیں اس لئے موٹے ہونے والے حرفوں میں صرف زبان کی جڑ ہی تالو کی طرف اٹھانی چاہئے ہونٹوں کو گول کرنا یا منہ ٹیڑھا کرنا بہت بڑا عیب ہے اس سے بچنا چاہئے۔

---

[1] منہ کے کسی خاص حصہ میں الف کی آواز کا ٹکاؤ نہیں ہوتا اس لئے یہ انتہائی کمزور ہے اور پُر اور باریک ہونے میں اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے۔ (نہایۃ القول المفید ص ١٢٠) [2] اللہ کے لام سے پہلے جب کسرہ ہو تو اس کا لام باریک اس لئے ہوتا ہے کہ کسرہ کی ادا میں زبان کی جڑ نیچے کی طرف جھکتی ہے جو تفخیم کو روکتی ہے۔

راء کو پُر اور باریک پڑھنے کے قاعدے

حرکت: زبر، زیر، پیش کو کہتے ہیں جس حرف پر حرکت ہو اس کو متحرک کہتے ہیں۔ راء کل تین حالتوں پر آتی ہے۔ (۱) راء متحرک یعنی وہ را جس پر زبر، زیر یا پیش ہو۔ (۲) راء ساکن ماقبل متحرک یعنی وہ را ساکن جس سے پہلے زبر، زیر یا پیش ہو۔ (۳) را ساکن ماقبل ساکن یعنی وہ راء ساکن جس سے پہلے بھی ساکن حرف ہو۔

(۱) راء متحرک کا قاعدہ راء کے اوپر اگر زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہو گی جیسے رَحْمَةً. رُحَمَاءُ. سِرَّكُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً اور راء کے نیچے زیر ہو تو راء باریک ہو گی جیسے رِحْلَةَ رِضْوَانٌ. شَرِّ الْوَسْوَاسِ ذُرِّيَّتَهُ۔

(۲) راء ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہو گی جیسے، مَرْيَمَ قُرْاٰنًا وَانْحَرْ. الْمَفَرُّ اَلْحُرُّ ساکن سے پہلے زیر ہو تو راء باریک ہو گی۔ شِرْعَةً وَاسْتَغْفِرْهُ. مُسْتَقِرٌّ مُسْتَمِرٌّ لیکن ایسی راء کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) راء ساکن سے پہلے کسرہ اصلی ہو جیسے اَلْفِرْدَوْسَ اگر کسرہ عارضی ہو گا تو راء پُر ہو گی باریک نہ ہو گی جیسے اِرْجِعُوْا اِرْجِعِيْ اِرْجِعْ۔

(۲) راء ساکن اور اس سے پہلے والا کسرہ دونوں ایک کلمے میں ہوں تو راء باریک ہو گی جیسے اَلْفِرْدَوْسَ اور اگر دونوں ایک کلمے میں نہ ہوں تو راء باریک نہ ہو گی پُر ہو گی جیسے، رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا۔ اَمِ ارْتَابُوْا اِنِ ارْتَبْتُمْ۔ اَلَّذِي ارْتَضٰى. لِمَنِ ارْتَضٰى۔

(۳) راء ساکن سے پہلے کسرہ ہو اور اس کے بعد اسی کلمے میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو تو راء باریک ہو گی جیسے، اَلْفِرْدَوْسَ اگر راء کے بعد اسی کلمے میں کوئی حرف مستعلیہ ہو گا تو راء باریک نہ ہو گی پُر ہو گی جیسے قِرْطَاسٍ وَّاِرْصَادًا لَبِالْمِرْصَادِ. فِرْقَةٌ مگر كُلُّ فِرْقٍ (سورۂ شعراء ع ۴) کی راء کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔[1]

---

[1] علامہ دانیؒ اور علامہ جزریؒ کے نزدیک ترقیق ہی بہتر ہے کیونکہ قاف کی تفخیم کسرہ کی وجہ سے ضعیف ہو گئی ہے۔

راء ساکن ماقبل ساکن کا قاعدہ

جس راء ساکن سے پہلے بھی ساکن حرف ہو (یعنی راء پر وقف کیا جارہا ہو) اور وہ ساکن یاء کے علاوہ ہو تو اس ساکن سے پہلے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہوگی جیسے خُسْرٍ ۝ اَلْعُسْرِ ۝ وَالطُّوْرِ ۝ وَالْوَتْرِ ۝ اَلْقَدْرِ ۝ اَلدَّارِ ۝ اور اگر اس ساکن سے پہلے زیر ہو تو راء باریک ہوگی جیسے وَلَابِكْرٌ، ذِی الذِّكْرِ مگر عَيْنَ الْقِطْرِ[1] اور مِنْ مِّصْرَ[2] کی راء کو وقف کی حالت میں پُر اور باریک دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں لیکن وصل کا اعتبار کر کے، عَيْنَ الْقِطْرِ کی راء کو باریک اور مِنْ مِّصْرَ کی راء کو پُر پڑھنا بہتر ہے۔[3]

اور اگر راء ساکن سے پہلے یاء ساکن ہو تو راء باریک ہی ہوگی چاہے یاء سے پہلے زبر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے اَلطَّيْرُ، غَيْرُ، نَصِيْرُ، ظَهِيْرُ۔

روم کی تعریف: جس حرف پر وقف کیا جائے اس کی حرکت کا ایک تہائی حصہ اس طرح ادا کرنا کہ جس کو قریب والا اصاف سن سکے، روم صرف ضمّہ اور کسرہ کی اصلی حرکت میں ہوتا ہے۔

راء مُرامہ: جس راء پر وقف روم کے ساتھ کیا جائے اس کو راءِ مُرامہ کہتے ہیں۔ راء مُرامہ اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی یعنی اگر اس کے اوپر پیش ہے تو راء پُر ہوگی جیسے نَصِيْرُ ۝ اور اگر اس کے نیچے زیر ہے تو راء باریک ہوگی۔ جیسے وَالْعَصْرِ ۝[4]

امالہ کی تعریف اور راء ممالہ کا قاعدہ: زبر کو زیر کی طرف اور اس کے بعد والے الف کو یا کی طرف جھکانے کو امالہ کہتے ہیں۔ اور جس راء میں امالہ کیا جائے اس کو راء ممالہ کہتے ہیں۔ روایت حفصؒ میں صرف ایک جگہ لفظ مَجْرٖهَا میں امالہ ہوا ہے راء ممالہ باریک پڑھی جاتی ہے۔[5]

---

[1] سبا آیت ۱۱ [2] یوسف آیت ۲۱ [3] یہ علامہ جزریؒ کا مذہب ہے، دانیؒ کے نزدیک ترقیق ہی بہتر ہے۔ [4] روم کی حالت میں ایک تہائی حرکت پڑھی جاتی ہے اس لئے راء مرامہ مضموم پُر اور رائے مرامہ مکسور باریک ہوتی ہے۔ [5] امالہ والی راء میں زبر زیر کی طرف اور اس کے بعد والا الف یاء کی طرف جھک جاتا ہے۔ اس لئے یہ راء باریک ہوتی ہے۔

نون ساکن اور تنوین کا بیان

جس نون پر حرکت نہ ہو اس کو نون ساکن کہتے ہیں جیسے مِنْ اور عَنْ کا نون دو زبر، دو زیر، دو پیش کو تنوین کہتے ہیں۔ جس حرف پر تنوین ہو اس کو منوّن کہتے ہیں۔ جیسے اَحَدٌ، اَبَدًا، لُمَزَةٍ

نون ساکن اور تنوین میں فرق: نون ساکن اور تنوین میں تین طرح سے فرق ہے۔

(۱) نون ساکن کلمہ کے بیچ میں اور آخر میں دونوں جگہ آتا ہے جیسے یَنْهَوْنَ لِمَنْ لیکن تنوین صرف کلمہ کے آخر میں آتی ہے جیسے غَاسِقٍ

(۲) نون ساکن کو ملا کر پڑھیں چاہے اس پر وقف کریں دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے جیسے۔ مِنْ شَرِّ اور مِنْ اور تنوین کا نون صرف ملا کر پڑھنے میں پڑھا جاتا ہے اور وقف میں نہیں پڑھا جاتا جیسے اَجْرٌ غَیْرُ سے اَجْرْ اور غَاسِقٍ اِذَا سے غَاسِقْ

(۳) نون ساکن لکھا ہوا ہوتا ہے[۱] اور تنوین کا نون لکھا ہوا نہیں ہوتا[۲] جیسے۔ کُنْ میں نون لکھا ہے اور حَاسِدٍ میں نہیں۔ کیونکہ تنوین کی آواز بھی پڑھنے میں نون ساکن ہی کی طرح ہوتی ہے۔ اس لئے دونوں کے قاعدے بھی ایک ہی طرح کے ہیں۔

نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں۔ (۱) اِظْهَار (۲) اِدْغَام (۳) اِخْفَاء (۴) قَلْب.

(۱) اظہار: اظہار کے معنیٰ ظاہر کرنا نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوتا ہے[۳] یعنی نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی سے غنّہ بڑھائے بغیر ادا کیا جاتا ہے: مِنْ خَوْفٍ ○ نَارٌ حَامِیَهٌ ○ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ○ اس کو اظہار حلقی کہتے ہیں[۴] حروف حلقی چھ ہیں۔ ء، ہ، ع، ح، غ، خ.

(۲) اِدغام: ادغام کے معنیٰ داخل کرنا نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یَرْمَلُوْنَ۔ (ی، ر،

---

[۱] اور لَیَکُوْنًا یوسف ع ۴ اور لَنَسْفَعًا علق میں اصل میں یہ وَلَیَکُوْنَنْ اور لَنَسْفَعَنْ ہیں لیکن خلاف قیاس نون ساکن ان دونوں جگہ دو زبر کی تنوین کی شکل میں لکھا ہوا ہے۔ [۲] لیکن لفظ وَکَاَیِّنْ میں ہر جگہ تنوین کا نون خلاف قاعدہ لکھا ہوا ہے کیونکہ یہ اصل میں وَکَاَیٍّ ہے۔ [۳] نون ساکن کا مخرج حروف حلقی کے مخرج سے بہت دور ہے اس لئے اظہار ہوتا ہے۔ [۴] کیونکہ یہ اظہار حروف حلقی کے آنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

م، ل، و، ن) میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوتا ہے یعنی نون ساکن اور تنوین کو ان حرفوں میں اس طرح داخل کر دیتے ہیں کہ دونوں کامل کر ایک مشدّد حرف بن جاتا ہے[1] جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ۔ یُوْمِنُ کے چار حروف (ی، و، م، ن) میں ادغام غنّہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے وَمَنْ يَّفْعَلْ، مِنْ وَّالٍ، مِنْ مَّسَدٍ، مِنْ نَّصِيْرٍ۔ شَرًّا يَّرَهٗ، مَالٍ وَّبَنِيْنَ، نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ، عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں[2] مگر چار کلمے اس قاعدے سے الگ ہیں۔ وہ یہ ہیں: دُنْيَا، بُنْيَانٌ[3]، قِنْوَانٌ[4]، صِنْوَانٌ[5] اِن میں ادغام نہیں ہوتا[6] اس کو **اظہار مطلق** کہتے ہیں۔ اور ل، ر میں ادغام بلاغنّہ ہوتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ، مِنْ لَّدُنَّا، هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ، ثَمَرَةٍ رِّزْقًا اس کو ادغام بلاغنّہ کہتے ہیں۔[7]

(۳) **اخفاء:** اخفاء کے معنیٰ چھپانا نون ساکن اور تنوین کے بعد اخفاء کے پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو اخفاء ہوتا ہے یعنی نون ساکن اور تنوین اپنے مخرج سے بہت کمزور نکلتے ہیں اور ان کا غنّہ ایک الف کے برابر ناک میں چھپا کر پڑھا جاتا ہے جیسے مِنْ جُوْعٍ، نَارًا ذَاتَ، سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ، بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ۔ اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں[8] اخفاء کے پندرہ حروف یہ ہیں۔ ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔

(۴) **قلب:** کے معنیٰ بدلنا، پلٹنا نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر باء آئے تو قلب ہوتا ہے یعنی نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل دیا جاتا ہے اور اس بدلے ہوئے میم کو ہونٹوں کی خشکی سے کمزور ادا کرتے ہوئے ایک الف کے برابر غنّہ کیا جاتا ہے جیسے۔ مِنْۢ بَقْلِهَا، سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ

تنبیہ: نون مشدّد میں ہر جگہ ایک الف کے برابر غنّہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّكُمْ

---

[1] اور دونوں مخرج سے ایک ہی مرتبہ میں ادا ہو جاتے ہیں۔ [2] اس کو ادغام ناقص بھی کہتے ہیں۔ ناقص کے معنی ادھورا کیونکہ اس ادغام میں نون کی صفت غنہ باقی رہتی ہے۔ [3] صف آیت ۴ [4] انعام آیت ۹۹ [5] رعد آیت ۴ [6] کیونکہ ادغام کے لئے یہ شرط ہے کہ نون ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور یہ حروف دوسرے کلمہ کے شروع میں ہوں۔ [7] اس کو ادغام تام بھی کہتے ہیں، تام کے معنی پورا کیونکہ نون ساکن یا تنوین کا لام اور راء میں پورا ادغام ہوتا ہے۔ ان کی کوئی صفت باقی نہیں رہتی۔ [8] حروف اخفاء کی باقی مثالیں یہ ہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ، اَنْدَادًا، قَوْمًا ظَلَمُوْا۔ اُنْزِلَ، مِنْ قَبْلِكَ، مَنْ ثَقُلَتْ، وَالْاُنْثٰى، مِنْ سِجِّيْلٍ، عَنْ صَلٰوتِهِمْ، مِنْ شَرِّ، مَنْ ضَلَّ، عَنْ طَبَقٍ

نون کے اندر کل چار حالتوں میں ایک الف کے برابر غنّہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں۔(۱) **ادغام مع الغنّہ** (۲) **اخفاء** (۳) **قلب** (۴) **نون مشدّد** [۱] اور ایک الف کی مقدار دو حرکت ہے جیسے ہمزہ زبر اَ کو اتنا ہی اور کھینچ دیں تو ہمزہ کھڑا زبر آ ہو جائے گا یہ ہی ایک الف کی مقدار ہے۔

میم ساکن کا بیان

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں۔(۱)ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار

(۱) **اِدْغَام:** ادغام کے معنیٰ داخل کرنا میم ساکن کے بعد دوسرا میم آئے تو غنّہ کے ساتھ ادغام ہوگا جیسے۔ عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں۔ [۲]

(۲) **اِخْفَاء:** اخفاء کے معنیٰ چھپانا۔ میم ساکن کے بعد اگر باء آئے تو اخفاء ہوگا یعنی میم ساکن کو اس کے مخرج سے کمزور ادا کرتے ہوئے ایک الف کی برابر غنّہ کیا جاتا ہے۔ جیسے تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔ [۳]

(۳) **اِظْهَار:** اظہار کے معنیٰ ظاہر کرنا میم ساکن کے بعد اگر با اور میم کے علاوہ کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔ جیسے لَمْ يَلِدْ اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

تنبیہ: میم مشدّد میں ہر جگہ ایک الف کی برابر غنّہ ہوتا ہے جیسے اَمَّنْ میم کے اندر کل تین حالتوں میں ایک الف کی برابر غنّہ ہوتا ہے۔

(۱) ادغام صغیر مثلین (۲) اخفاء شفوی (۳) میم مشدّد

---

[۱] غنّہ کی دو قسمیں ہیں (۱) غنّہ آنی (۲) غنّہ زمانی۔ غنّہ آنی وہ ہے جو بغیر تاخیر کے جلدی سے ادا ہو جائے۔ غنّہ زمانی وہ ہے جو ایک الف کے برابر تاخیر سے ادا ہو۔ نون ساکن اور تنوین کی مذکورہ چار حالتوں میں غنّہ زمانی ہے اور اظہار میں اور نون متحرک میں غُنّہ آنی ہے۔ [۲] اگر ساکن حرف کا ادغام بالکل اسی جیسے حرف میں ہوا ہو تو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں مثلاً اِذْ ذَهَبَ، اِذْهَبْ بِكِتَابِي۔ [۳] شَفَةٌ کے معنی ہونٹ کیونکہ اس اخفاء کا تعلق ہونٹ سے ہے۔

اَلْ کے لام یعنی لام تعریف کا قاعدہ

قرآن کریم میں اکثر ناموں کے شروع میں ہمزہ کے ساتھ جو لام ساکن لکھا رہتا ہے اس کو اَلْ کا لام اور لام تعریف کہتے ہیں جیسے۔ اَلْحَمْدُ اَلْقَارِعَۃُ، اَلْقُرْاٰن اَلْ کے لام کے بعد اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِیْمَہٗ کے چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو اَلْ کے لام کا اظہار ہوگا۔ جیسے وَالْعٰدِیٰتِ، وَالْقَمَرِ، وَالْفَتْحُ اور ان چودہ حرفوں کا نام حروف قَمَرِیَّہ ہے۔ لام تعریف کا ان حروف کے پاس اَلْقَمَرُ کے مثل اظہار ہوتا ہے اس لئے اس کو اظہار قَمَری کہتے ہیں اور لام تعریف کے بعد شَذَّثُ، ظِلُّ دَسِّ ثَطَّ نَزِّ ضَرِسَ کے چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو اَلْ کے لام کا ادغام ہوگا۔ جیسے اَلشَّمْسُ، اَلرَّحْمٰنُ، وَالضُّحٰی، وَالتِّیْنِ ان چودہ حرفوں کا نام حروف شمسیہ ہے۔ لام تعریف کا ان حروف میں اَلشَّمْسُ کی طرح ادغام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو ادغامِ شمسی کہتے ہیں۔ **نوٹ**: الف مدہ لام تعریف کے بعد نہیں آتا۔

مد کا بیان

مد کے معنیٰ کھینچنا بڑھانا۔ اصطلاحاً حرف مد یا حرف لین کو ان کی اصلی مقدار سے زیادہ کھینچنا۔ مد کا مقابل قصر ہے قصر کے معنیٰ روکنا اصطلاحاً حرف مد یا حرف لین کو ان کی اصلی مقدار سے زیادہ نہ کھینچنا۔ حروف مدہ تین ہیں۔ اَلِفْ، وَاوْ، یَاءْ الف ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور ہمیشہ مدہ ہوتا ہے۔ واؤ ساکن ماقبل مضموم ہو اور یاء ساکن ماقبل مکسور ہو تو ان دونوں کو بھی حروف مدہ کہتے ہیں۔ اور کھڑا زبر کھڑا زیر الٹا پیش بھی حروف مدہ کے قائم مقام ہیں۔

مد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَد اصلی (۲) مد فَرْعی

(۱) **مَد اصلی**: حروف مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو تو وہاں **مد اصلی** ہوتا ہے جیسے اُوْتِیْنَا اور مد اصلی کی مقدار ایک الف ہے اس کو قصر کہتے ہیں۔

(۲) **مَد فَرْعی**: حروف مدہ کے بعد اگر ہمزہ یا سکون ہو تو وہاں **مد فرعی** ہوتا ہے۔ مد فرعی کے

یہ ہی دو سبب ہیں۔ ھَمزَہ اور سکون۔ حروف مدّہ کے بعد ہمزہ آنے کی وجہ سے جو مدّ فرعی ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مَدّ مُتَّصِلُ (۲) مدّ مُنفَصِلُ.

(۱) مـدّ مُتَّصِلُ: حروف مدّہ کے بعد اگر ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو اس کو مدّ متصل کہتے ہیں۔ جیسے جَآءَ تَبُوْٓءَ، بَرِیۡٓءٌ

(۲) مـدّ مُنفَصِلُ: حروف مدّہ کے بعد اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس کو مدّ منفصل کہتے ہیں[1] جیسے وَمَآ اَدۡرٰىكَ قَالُوۡٓا اٰمَنَّا، الَّذِیۡٓ اَطۡعَمَهُمۡ مد کی ان دونوں قسموں میں توسط ہوتا ہے جس کی مقدار دو الف سے ڈھائی الف اور چار الف تک ہے۔

سکون کی دو قسمیں ہیں: (۱) سکون اصلی (۲) سکون عارضی

(۱) سکون اصلی اس کو کہتے ہیں جو وقف کرنے کی وجہ سے پیدا نہ ہوا ہو بلکہ وہ سکون پہلے ہی سے موجود ہو۔ جیسے آٰلۡئٰنَ

(۲) سکون عارضی اس کو کہتے ہیں جو پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ وقف کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو جیسے یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝

حروفِ مدّہ کے بعد سکون آنے کی وجہ سے جو مدّ فرعی ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مدّ لازم (۲) مد عارض وقفی

(۱) مدّ لازم: حرف مد کے بعد اگر سکون لازم آئے تو وہاں مد لازم ہوتا ہے اور مد لازم کی چار قسمیں ہیں (۱) مدّ لازم کلمی مخفف (۲) مدّ لازم کلمی مثقل (۳) مدّ لازم حرفی مخفف (۴) مدّ لازم حرفی مثقل۔

(۱) مدّ لازم کلمی مخفف: حرف مدّ کے بعد اگر سکون اصلی کلمہ میں تشدید کے ساتھ نہ آئے تو اس کو مدّ لازم کلمی مخفف کہتے ہیں جیسے آٰلۡئٰنَ[2]

(۲) مدّ لازم کلمی مثقل: حرف مد کے بعد اگر سکون اصلی کلمہ میں تشدید کے ساتھ آئے تو اس کو مدّ لازم کلمی مثقل کہتے ہیں جیسے۔ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡ، دَآبَّۃ۔

---

[1] یٰۤاٰدَمُ یٰۤاَیُّهَا هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ ہمزہ متصل لکھا ہے لیکن یہ دو کلموں کے حکم میں ہے۔ [2] مد لازم کلمی مخفف کی مثال قرآن کریم میں صرف یہی ایک لفظ ہے۔ جو سورہ یونس ع ۵ اور ع ۹ میں دو جگہ آیا ہے۔

حروف مقطّعات

حروف مقطعات ان حروف کو کہتے ہیں جو بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں جیسے طٰهٰ حروف مقطعات کل چودہ ہیں جن میں سے نَقَصَ عَسَلُكُمْ کے آٹھ حروف میں مدّ لازم ہوتا ہے کیونکہ ان حروف میں حرفِ مد یا حرف لین کے بعد مدِ فرعی کا سبب سکون لازم ہے یہ حرف مد یا حرف لین اور سکون لکھے ہوئے نہیں ہوتے لیکن پڑھنے میں ضرور آتے ہیں جیسے قَافْ نُوْنْ، عَيْنْ، سِيْنْ.

اور طَهُرَ حَيٌّ کے پانچ حروف میں قصر ہوتا ہے کیونکہ ان حروف میں حرف مد کے بعد سکون نہیں ہے جیسے طَا، هَا اور چودھواں حرف الف ہے تو اس میں حرف مد ہی نہیں ہے کہ مد ہو۔

(۳) مد لازم حرفی مخفف: حرف مد کے بعد اگر سکون اصلی حروف مقطعات میں بغیر تشدید کے آئے تو اس کو مدّ لازم حرفی مخفف کہتے ہیں جیسے قٓ. الٓرٰ. نٓ. یٰسٓ

(۴) مدّ لازم حرفی مثقل: حرف مد کے بعد اگر سکون اصلی حروف مقطعات میں تشدید کے ساتھ آئے تو اس کو مدّ لازم حرفی مثقل کہتے ہیں جیسے الٓمٓ کے لام میں اور طٰسٓمٓ کے سین میں۔

مد لازم کی ان چاروں قسموں میں طول ہوتا ہے جس کی مقدار پانچ الف اور تین الف ہے پانچ الفی طول بہتر ہے۔

مدّ لین لازم: حرف لین کے بعد اگر سکون اصلی آئے تو اس کو مدّ لین لازم کہتے ہیں۔ یہ قرآن کریم میں صرف دو جگہ ہے سورۂ مریم میں کٓهٰیٰعٓصٓ کی عین میں ہے اور سورۂ شوریٰ میں عٓسٓقٓ[1] کی عین میں ہے اس میں طول توسط دونوں جائز ہیں لیکن طول بہتر ہے۔ طول کی مقدار تین الف پانچ الف، توسط کی مقدار دو الف تین الف۔

(۲) مدّ عارض وقفی: حرف مد کے بعد اگر سکون وقف کرنے کی وجہ سے آئے تو اس کو مدّ عارض وقفی کہتے ہیں جیسے اَلرَّحْمٰنْ ۝ یُنْفِقُوْنْ ۝ عَظِیْمْ ۝ اس میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں۔

---

[1] ..... عٓسٓقٓ میں عین کے نون ساکن کے بعد سین ہے اور سین کے نون کے بعد ق ہے کٓهٰیٰعٓصٓ میں عین کے نون ساکن کے بعد صاد ہے اس لئے تینوں جگہ نون ساکن کا اخفاء کا ہونا ظاہر ہے۔

طول کی مقدار تین الف پانچ الف، توسط کی مقدار دو الف تین الف، اور قصر ایک الف مدّ عارض وقفی میں طول اولیٰ (بہتر) ہے اس کے بعد توسط اور اس کے بعد قصر کا مرتبہ ہے۔

تنبیہ: لیکن وقفاً یَشَآءُ قُرُوٓءٍ یُضِیٓءُ جیسے مدّ متصل میں طول اور توسّط جائز ہے سکون عارض کا خیال کر کے قصر جائز نہیں۔ اس کو مدّ متصل وقفی کہتے ہیں۔

مدّ لین عارض وقفی: حرف لین کے بعد اگر سکون وقف کرنے کی وجہ سے آئے تو اس کو مدّ لین عارض وقفی کہتے ہیں جیسے خَیْرٌ، غَیْرٌ، خَوْفٌ ○ سَوْءٌ اس میں بھی طول، توسط قصر تینوں جائز ہیں۔ طول کی مقدار تین الف، پانچ الف، توسط کی مقدار دو الف، تین الف اور قصر ایک حرکت، مدّ لین عارض وقفی میں قصر اولیٰ اور بہتر ہے۔ اس کے بعد توسّط اس کے بعد طول کا مرتبہ ہے۔

باعتبار قوت وضعف مدوں کے مراتب

قوت اور ضعف کے اعتبار سے مدوں کے چھ مراتب ہیں

(۱) مد لازم (۲) مد متصل (۳) مد عارض وقفی (۴) مد منفصل (۵) مد لین لازم (۶) مد لین عارض

اب یاد رکھنا چاہئے کہ تلاوت کے دوران ایک جیسے مدوں کی مقدار کشش یکساں اور برابر رہے کہیں کم اور کہیں زیادہ نہ ہو مثلاً مد عارض وقفی میں شروع تلاوت میں تین الفی طول کیا ہے تو ختم تلاوت تک تین الفی طول ہی رہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مد کی مقدار دو الف کہیں تین الف اور کہیں پانچ الف ہو جائے حضرات اہل فن کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں (یعنی خلاف اولیٰ ہے) اسی طرح دوران تلاوت قوی اور ضعیف مدوں کی مقداروں کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے یعنی قوی مد کی مقدار کشش یا تو ضعیف مد کی مقدار کشش سے زیادہ ہو یا برابر رہے ایسا نہ ہو کہ قوی مد کی مقدار ضعیف مد کی مقدار سے گھٹ جائے مثلاً جَآءُوٓا اٰبَاءَهُمْ میں پہلا مد متصل ہے اور دوسرا مد منفصل ہے اور یہ معلوم ہے کہ مد متصل قوی ہے مد منفصل سے لیکن دونوں میں توسط ہوتا ہے جس کی مقدار دو الف ڈھائی الف اور چار الف ہے اب اگر قاری نے مد متصل میں ڈھائی الف مد کیا ہے تو مد منفصل میں دو الف مد اور ڈھائی الف مد جائز ہوگا اور چار الف مد جائز نہ ہوگا کیونکہ مد متصل مد منفصل سے قوی ہے اس شکل میں ضعیف مد (مد منفصل) کو قوی مد (مد متصل) پر ترجیح لازم آتی ہے اس لئے جائز نہیں نیچے ایک

جیسے مدوں اور قوی اور ضعیف مدوں کی مثالیں درج کی جاتی ہیں طلبہ کو چاہئے کہ وہ دو مدوں کے جمع ہونے پر پیدا ہونے والی ضربی وجوہ کو اپنے استاذ صاحب سے خوب سمجھ کر بار بار تحریر کریں اور ان میں سے جائز اور ناجائز وجوہ کی تعین کریں تاکہ جائز اور ناجائز وجوہ کا شعور پیدا ہو جائے۔ دو مد عارض وقفی ہوں جیسے الرَّجِیۡمِ۝ الرَّحِیۡمِ۝ ان دونوں میں نو وجوہ ہیں۔ دو مد متصل ہوں جیسے وَالسَّمَآءَ بِنَآءً ان دونوں میں بھی نو وجوہ ہیں۔ دو مد لین عارض ہوں جیسے وَالصَّیۡفِ۝ الۡبَیۡتِ۝ ان دونوں میں بھی نو وجوہ ہیں پہلا مد لازم ہو دوسرا مد عارض وقفی جیسے یٰسٓ۝ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ۝ ان دونوں کی ضربی وجوہ اسکان کی شکل میں چھ ہیں۔ پہلا مد عارض وقفی اور دوسرا مد لین عارض وقفی ہو جیسے مِنۡ جُوۡعٍ۝ مِنۡ خَوۡفٍ۝ ان دونوں کی ضربی وجوہ نو ہیں۔

نوٹ: مدلین عارض اور مد عارض وقفی کی جو وجوہ بیان کی گئی ہیں وہ اسکان کی حالت میں ہیں۔

الف اور ہمزہ میں چار طرح سے فرق ہے

(۱) الف کبھی کلمہ کے شروع میں نہیں آتا صرف بیچ اور آخر میں آتا ہے جیسے خَالِقٍ، فَانۡطَلَقَا ہمزہ کلمہ کے شروع میں بھی آتا ہے۔ جیسے اَلَمۡ تَرَ بیچ میں بھی آتا ہے جیسے سُئِلَتۡ آخر میں بھی آتا ہے جیسے بَدَاَ۔

(۲) الف ہمیشہ ساکن بے جھٹکا ہوتا ہے اور اس سے پہلے صرف زبر ہی آتا ہے جیسے قَالَ ہمزہ متحرک بھی ہوتا ہے جیسے سُئِلَ اور ساکن بھی اور جب ساکن ہوتا ہے تو جھٹکے سے ادا ہوتا ہے۔ جیسے شَاۡنٌ اور اس سے پہلے زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں آتی ہیں جیسے مَاۡکُوۡلٍ، یُؤۡمِنُوۡنَ، بِئۡرٍ۔

(۳) الف پر سکون کی علامت جزم بنی ہوئی نہیں ہوتی اور ہمزہ ساکنہ پر بنی ہوئی ہوتی ہے الف جیسے فَاعِلُوۡنَ ہمزہ جیسے تَاۡکُلُوۡنَ

(۴) الف کی ایک متعین صورت ہے اور ہمزہ کی کوئی متعین صورت نہیں بلکہ وہ کبھی الف کی صورت میں آتا ہے جیسے سَاَلَ کبھی یا کی صورت میں آتا ہے جیسے یَسۡتَهۡزِئُ کبھی واؤ کی صورت میں آتا ہے جیسے جَزَآؤُ ۔ اب یاد رکھنا چاہئے کہ جس الف پر کوئی حرکت ہو یا جزم بنا ہوا ہو تو وہ الف نہیں ہوتا بلکہ ہمزہ ہوتا ہے۔

صفات لازمہ کا بیان

صفات جمع ہے صفت کی، کسی چیز کی حالت کو صفت کہتے ہیں۔ جن کیفیتوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کو صفات کہتے ہیں۔

صفات کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

(۱) صفات لازمہ: وہ صفات ہیں جو حرف میں ہمیشہ رہیں اگر وہ صفت ادا نہ ہوں تو حرف ہی بدل جائے یا حرف ناقص رہ جائے۔

(۲) صفات عارضہ: وہ صفات ہیں جو حرف میں ہمیشہ نہ رہیں اگر وہ ادا نہ ہوں تو حرف کی زینت اور خوبصورتی ختم ہو جائے، صفات عارضہ کا بیان گذر چکا صفات لازمہ کل سترہ ہیں:

دس ۱۰ متضادّہ، سات ۷ غیر متضادّہ

صفات متضادّہ: وہ صفات ہیں جن میں سے ہر ایک صفت کی ایک مقابل صفت موجود ہو۔

صفات غیر متضادّہ: وہ صفات ہیں جن کے مقابل کوئی صفت موجود نہ ہو، صفات متضادّہ دس یہ ہیں۔

(۱) هَمْس: اس کے معنی کمزور اور پست آواز اس کے حروف کی ادا میں آواز کمزور اور پست ہو کہ سانس جاری رہے، جیسے فَحَدِّثْ کی ث اس کے حروف دس ہیں جو فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ میں جمع ہیں ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں، ہمس جہر کی ضد ہے۔

(۲) جَهر: اس کے معنی بلند اور قوی آواز اس کے حروف کی ادا میں آواز اتنی قوی اور بلند ہو کہ سانس بند ہو جائے اور آواز بلند ہو جیسے اَظْلَمَ کی ظاء، اس کے حروف کو مجہورہ کہتے ہیں، حروف مہموسہ کے علاوہ باقی انیس (۱۹) حروف مجہورہ ہیں۔

(۳) شِدَّت: اس کے معنی قوت اور سختی اس کے حروف کی ادا میں آواز قوی اور سخت ہو کہ آواز بند ہو جائے جیسے شَأْنٌ کا ہمزہ اس کے حروف آٹھ ہیں جو اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ میں جمع ہیں ان کو حروف شدیدہ کہتے ہیں، شدت رِخوت کی ضد ہے۔

(۴) رِخْوَتْ: اس کے معنی نرمی اس کے حروف کی ادا میں آواز میں نرمی ہو کہ آواز جاری رہے جیسے غَوَاشٍ کا شین، اس کے حروف کو رِخوہ کہتے ہیں شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوہ ہیں۔

توسط: اس کے معنی درمیان میں ہونا اس کے حروف کی ادا میں آواز نہ تو شدیدہ کی طرح بالکل بند ہو اور نہ رخوہ کی طرح جاری ہو بلکہ درمیانی رہے، جیسے فَظَلَّ کا لام اس کے حروف پانچ ہیں جو لِنْ عُمَرْ میں جمع ہیں ان کو حروف متوسطہ اور بَیْنِیَّہْ کہتے ہیں۔

(۵) اِستعلاء: اس کے معنی بلندی چاہنا اس کے حروف کی ادا میں زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف بلند ہو جائے جس کی وجہ سے یہ حروف پُر ہو جائیں، جیسے لَقَادِرٌ کا قاف، اس کے حروف سات ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں، ان کو حروف مستعلیہ کہتے ہیں، استعلاء استفال کی ضد ہے۔

(۶) اِسْتِفال: اس کے معنی پستی چاہنا اس کے حروف کی ادا میں زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو سے نیچے کی طرف رہے جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہیں، جیسے ذٰلِكَ کی ذال اس کے حروف کو مستفلہ کہتے ہیں، حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی بائیس حروف مستفلہ ہیں۔

(۷) اطباق: اس کے معنی ڈھانپنا بند کرنا، اس کے حروف کی ادا میں زبان کا بیچ تالو کو ڈھانپ لے جس کی وجہ سے یہ حروف پُر ہو جائیں، جیسے، مَطْلَعِ میں طاء، اس کے حروف چار ہیں ص ض ط ظ، ان کو حروف مطبقہ کہتے ہیں، اطباق انفتاح کی ضد ہے۔

(۸) انفتاح: اس کے معنی کھلنا جدا رہنا، اس کے حروف کی ادا میں زبان کا بیچ تالو سے جدا رہے، چاہے زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند ہو جائے جیسے ق میں یا بلند نہ ہو جیسے بِہٖ کے با میں اس کے حروف کو منفتحہ کہتے ہیں، مطبقہ کے علاوہ باقی پچیس حروف منفتحہ ہیں۔

(۹) اذلاق: اس کے معنی پھسلنا، تیز ہونا، اس کے حروف زبان اور ہونٹوں کے کناروں سے جلدی اور آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں جیسے حَبْلٌ، کی باء، اس کے حروف چھ ہیں جو فَرَّ مِنْ لُبٍّ میں جمع ہیں، ان کو حروف مُذلِقہ کہتے ہیں، اذلاق اصمات کی ضد ہے۔

(۱۰) اصمات: اس کے معنی روکنا، خاموش کرنا، اس کے حروف اپنے مخارج سے مضبوطی اور جماؤ

سے ادا ہوتے ہیں، جیسے نَسْتَعِیْنُ کا سین مذلقہ کے علاوہ باقی تیئیس (۲۳) حروف مصمتہ ہیں۔

ان دس صفات میں سے پانچ صفات ہر حرف میں ضرور پائی جائیں گی، طلبہ کو چاہئے کہ ان کو ذہن نشین کر کے خوب سمجھ لیں۔

صفات غیر متضادہ

(۱) **صفیر**: اس کے معنی سیٹی بجانا، یہ س، ز، ص کی صفت ہے، اس لئے ان کو حروفِ صفیریہ کہتے ہیں، ان کی ادا میں سیٹی جیسی تیز آواز نکلتی ہے جیسے مِسْکِیْنِ کا سین۔

(۲) **قلقلہ**: اس کے معنی حرکت دینا یہ قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حروف کی صفت ہے، اس لئے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں ان کی ادا میں آواز ان کے مخرج میں اور خاص کر سکون کے وقت سختی کے ساتھ لوٹتی ہے جیسے خَلَقْ کا قاف۔

(۳) **لین**: اس کے معنی نرم ہونا، یہ واؤ اور یاء کی صفت ہے جبکہ یہ ساکن ہوں اور ان سے پہلے زبر ہو اس حالت میں ان کو حروف لینیہ کہتے ہیں ان کو اتنی نرمی سے ادا کرنا چاہئے کہ ان میں کوئی مد کرنا چاہے تو مد ہو سکے، جیسے اَوْ حَیْنَا میں واؤ اور یاء۔

(۴) **انحراف**: اس کے معنی مائل ہونا، پلٹنا، یہ لام اور راء کی صفت ہے اس لئے ان کو منحرفہ کہتے ہیں، یہ دونوں اپنی ادا میں اپنے مخرج سے شروع ہو کر ایک دوسرے کے مخرج کی طرف مائل ہوتے ہیں، اس لئے بے احتیاطی میں ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

(۵) **تکریر**: اس کے معنی لوٹانا یہ راء کی صفت ہے اس لئے اس کو حرف مکررہ کہتے ہیں اس کی ادا میں زبان کے اندر ایک رعشہ اور کپکپی ہوتی ہے، اس صفت کو احتیاط سے ادا کرنا چاہئے ورنہ ایک راء کی کئی راء بن جائیں گی، جیسے اَلرَّحْمٰنُ کی راء۔

(۶) **تَفَشِّی**: اس کے معنی پھیلنا یہ شین کی صفت ہے اس لئے اس کو متفشیہ کہتے ہیں اس کی ادا میں آواز اس کے مخرج سے خارج فم کی طرف منہ میں پھیل کر نکلے، جیسے وَالشَّمْسُ کا شین۔

(۷) **استطالت**: اس کے معنی درازی چاہنا یہ ضاد کی صفت ہے اس لئے اس کو حرف مستطیلہ

کہتے ہیں اس کی ادا میں آواز شروع مخرج سے اخیر مخرج تک بتدریج دراز ہوکر نکلے، جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؀ کی ضاد۔

نوٹ: طلبہ کو چاہئے کہ ان تمام صفات کو خوب پختہ یاد کر کے ہر حرف کی تمام صفات کو آپس میں بار بار بیان کریں یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک ایک حرف کی تمام صفات کو بے جھجک بیان کرسکیں۔

وقف کا بیان

وقف کے معنیٰ رکنا اور قراء حضرات کی بول چال میں وہ کلمہ جو اپنے بعد کے کلمہ سے ملا کر نہ لکھا ہو اس کے آخری حرف پر سانس توڑ کر اتنا رک جانا کہ دوسرا سانس لیا جا سکے۔

قاری کی ضرورت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں

(۱) وقف اختیاری (۲) وقف اضطراری (۳) وقف اختباری (۴) وقف انتظاری

(۱) وقف اختیاری: اس کو کہتے ہیں کہ قاری بلا کسی مجبوری کے اپنے ارادے سے وقف کرے، وقف اختیاری گول آیت یا م یا ط یا ج کی علامت پر کرنا چاہئے۔

(۲) وقف اضطراری: اس کو کہتے ہیں کہ قاری کسی مجبوری کی وجہ سے وقف کرے مثلاً سانس تنگ ہو جانے یا کھانسی آنے کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے وقف کرے، وقف اضطراری کہیں بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن حتی الامکان کلمہ کے آخری حرف پر ہی ہونا چاہئے۔ کسی بھی کلمہ کے بیچ میں وقف جائز نہیں جیسے فَسَیُنْغِضُوْنَ. میں فَسَیُنْغِ پر وقف۔

(۳) وقف اختباری: اس کو کہتے ہیں کہ جس وقف سے امتحان لینا مقصود ہو مثلاً کیفیتِ وقف یا محلِّ وقف معلوم کرنے کی غرض سے وقف کرایا جائے۔

(۴) وقف انتظاری: اس کو کہتے ہیں کہ قاری قرأت سبعہ یا عشرہ کے اختلافات کو پورا کرنے کی غرض سے ایک ہی کلمہ پر بار بار وقف کرے۔

حرف موقوف علیہ کی حالت کے اعتبار سے کیفیتِ وقف کی چار قسمیں ہیں

(۱) وَقف بِالاِسکان (۲) وَقف بِالاِشمام (۳) وَقف بِالرَّوم (۴) وَقف بِالابدال

(۱) **وقف بالاسکان**: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے اس کو بالکل ساکن پڑھنا کہ حرکت کا ذرّہ برابر بھی شائبہ نہ ہو یہ وقف زبر، زیر، پیش تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے جیسے اَلرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ نَسۡتَعِیۡنُ ۝

(۲) **وقف بالاشمام**: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے اس کو بالکل ساکن کرتے ہوئے صرف ہونٹوں سے اس کی حرکت کی طرف اشارہ کرنا یہ وقف صرف ضمّہ کی اصلی حرکت میں ہوتا ہے جیسے نَسۡتَعِیۡنُ. گول ۃ اور حرکت عارضی میں وقف بالاشمام جائز نہیں۔

(۳) **وقف بالروم**: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے اس کی حرکت کا ایک تہائی حصّہ ادا کرنا کہ قریب والا اس کو صاف سن سکے یہ وقف کسرہ اور ضمّہ کی اصلی حرکت میں ہوتا ہے، جیسے یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ نَسۡتَعِیۡنُ ۝

تنبیہ: دو زیر اور دو پیش والی تنوین میں بھی روم کر سکتے ہیں لیکن روم کرتے ہوئے تنوین نہیں پڑھی جاتی ہے بلکہ ایک کسرہ اور ایک ضمہ کا صرف تہائی حصّہ ادا کیا جاتا ہے گول ۃ حرکت عارضی میم جمع اور جمع کے واوِ لین میں اشمام و روم جائز نہیں۔[1]

(۴) **وقف بالابدال**: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے اگر وہ دو زبر کی تنوین ہے تو اس کو الف سے بدلنا اور اگر گول ۃ ہے تو اس کو ہاء ساکنہ سے بدلنا یہ وقف دو زبر کی تنوین میں اور گول ۃ میں ہوتا ہے، جیسے اَفۡوَاجًا ۝ لُّمَزَةٍ ۝

حرف موقوف علیہ کی اصلی حالت کے اعتبار سے کیفیت وقف کی چار قسمیں ہیں

(۱) وَقۡف بِالسُّکُون (۲) وَقۡف بِالتَّشۡدِیۡد (۳) وَقۡف بِالاِظۡهَار (۴) وَقۡف بِالاِثۡبَات

---

[1] کیونکہ حرکتِ عارضی وقف کرنے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ کی دال اور لَمۡ یَكُنِ الَّذِیۡنَ کے نون کا کسرہ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ میں جمع کے میم کا ضمہ اور دَعَوُا اللّٰهَ میں جمع کے واو لین کا ضمہ۔

(۱) وقف بالسّکون: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے وہ پہلے ہی سے ساکن ہو اور یہ وقف صرف ساکن حرف پر ہوتا ہے، جیسے فَحَدِّثْ ۝ وَانْحَرْ ۝ اس کو وقف بالاسکان کہنا درست نہیں۔

(۲) وقف بِالتّشدید: یہ ہے کہ جس حرف پر وقف کیا جائے وہ مشدّد ہو اور یہ وقف صرف مشدّد حرف پر ہوتا ہے، جیسے، مُسْتَقِرٌّ ۝ اَلْحَقُّ، وَتَبَّ ۝ اس وقف میں مشدّد حرف پر دو ساکن حرفوں کے برابر ٹھہرنا ضروری ہے۔[1]

(۳) وقف بالاظہار: یہ ہے کہ ایسے حرف پر وقف کیا جائے جس کا ملا کر پڑھنے میں ادغام یا اخفاء ہوتا ہو یہ وقف صرف ادغام اور اخفاء والے حرف پر ہوتا ہے، جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا کی ذال پر یا وَمَنْ یَّعْمَلْ پر یا مِنْ جُوْعٍ یا مِنْ بَقْلِهَا کے نون پر یا یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ کے میم پر وقف کیا جائے ایسے حرف پر وقف کریں تو ادغام یا اخفاء نہیں کیا جائے گا۔

(۴) وقف بالاثبات: یہ ہے کہ ایسے حرف مد پر وقف کیا جائے جو لکھا ہوا ہو اور ملا کر پڑھنے کی وجہ سے یا تماثل فی الرسم (دو حرفوں کے لکھنے میں ایک شکل کا ہونے) کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہو یہ وقف صرف حرف مد ہی پر ہوتا ہے، جیسے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ. میں اِهْدِنَا کے الف پر اور وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ میں وَاَقِیْمُوْا کے واؤ پر اور یُحْیِی الْاَرْضَ میں یُحْیِ کی دوسری یا پر وقف کیا جائے۔ اس وقف میں وصلاً یا رسماً حذف ہونے والے حرف مد کو باقی رکھنا ضروری ہے۔

معنیٰ اور محلّ وقف کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں

(۱) وَقف تام (۲) وَقف کافی (۳) وَقف حَسَن (۴) وَقف قَبیح

(۱) وقف تام: یہ ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا جائے اس کو بعد والے کلمہ سے نہ لفظی تعلق ہو نہ معنوی اور یہ اکثر آیت پر ہوتا ہے، جیسے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اور کبھی آیت کے بیچ میں بھی ہوتا ہے، جیسے لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ط. اور کبھی آیت پوری ہونے کے بعد بھی ہوتا ہے، جیسے لَمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ لا كَذٰلِكَ ط

---

[1]...... حرف قلقلہ ہو تو سختی سے آواز لوٹانا بھی ضروری ہے۔ اور نون مشدد ہو تو ایک الف کے برابر غنہ کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسے وَلَا جَآنٌّ

(۲) وقف کافی: یہ ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا جائے اس کو بعد والے کلمہ سے صرف معنوی تعلق ہو لفظی نہ ہو یہ وقف آیات اور درمیان آیات پر اکثر ہوتا ہے جیسے وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ ان پر وقف کر دیں تو بعد والے کلمہ سے ابتداء کی جائے گی۔

(۳) وقف حسن: یہ ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا جائے اس کو بعد والے کلمہ سے لفظی تعلق ہو بشرطیکہ بات کسی نہ کسی درجہ میں پوری ہو رہی ہو، جیسے وقف کیا جائے بِسْمِ اللّٰهِ پر یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر یا اَلْعٰلَمِيْنَ پر، وقف حسن کا حکم یہ ہے کہ آیت کے بیچ میں ہو تو وقف والے کلمہ سے یا اور پیچھے سے لوٹا کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر آیت کے ختم پر ہو تو آیت کے بعد سے پڑھنا چاہئے اس کو ابتداء کہتے ہیں۔

(۴) وقف قبیح: یہ ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا جائے اس کو بعد والے کلمہ سے لفظی اور معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو، جیسے بِسْمِ پر یا اَلْحَمْدُ پر وقف کیا جائے یا کسی ایسی جگہ وقف کیا جائے کہ جہاں وقف کرنے سے غلط معنیٰ کا وہم پیدا ہو جائے جیسے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ پر یا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ پر یا لَآ اِلٰهَ پر یا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر وقف کیا جائے اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی جگہ وقف نہ کرنا چاہئے اگر مجبوراً وقف ہو جائے تو اسی کلمہ سے یا اس سے پہلے والے کلمہ سے لوٹا کر پڑھنا چاہئے اور اس پیچھے سے لوٹا کر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں۔

وقف کی علامتوں (نشانیوں) کا بیان

قرآن کریم کی تلاوت میں اصل وصل (ملا کر پڑھنا) ہے لیکن ہر قرآن پڑھنے والا وقف ضرور کرتا ہے یہ بھی واضح ہے کہ ہر قاری وقف کے مقامات کو نہیں پہچانتا۔ اس لئے علامہ ابوعبداللہ محمدؒ ابن طیفور سجاوندی غزنوی نے اور ان کے بعد کے دیگر علماء نے وقف کی علامتیں (نشانیاں) مقرر فرما دی ہیں وقف کے مقامات کو نہ جاننے والے حضرات کو انہیں علامتوں پر وقف کرنا چاہئے۔

قوت اور ضعف کے اعتبار سے علامات وقف کی یہ ترتیب ہے۔

○ گول دائرہ یہ آیت پوری ہونے کی نشانی ہے اس پر وقف مستحب ہے یہ سب سے قوی علامت ہے اسی کو آیت کہتے ہیں۔

(۵) پانچ کا ہندسہ یہ اس کی نشانی ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک یہاں آیت ہے آیت جان کر اس پر وقف کر سکتے ہیں۔

م: یہ وقف لازم کی نشانی ہے یہاں وقف لازمی ہے تا کہ ملانے سے کوئی قباحت (کراہت) نہ پیدا ہو جائے۔

ط: یہ وقف مطلق کی نشانی ہے۔ یہاں وقف تام ہے اور وقف ضروری ہے تا کہ ملانے سے کلام کے اتصال (ملنے) کا شبہ نہ ہو۔

ج: یہ وقف جائز کی نشانی ہے۔ اس پر معنیٰ سمجھانے اور قرأت میں حسن پیدا کرنے کی غرض سے وقف بہتر ہے۔ اوپر کی پانچ علامتوں پر قاری وقف کرنے کا پابند ہے اور باقی نیچے والی علامتوں پر قاری کو وقف کرنے کا اختیار ہے۔

ز: یہ وقف مجوَّز کی نشانی ہے جب قوی علامت دور ہو تو اس پر وقف کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ یہاں وقف ضعیف ہے۔

ص: یہ وقف مرخص کی نشانی ہے یہاں ضرورت کے وقت وقف کی اجازت دی گئی ہے یہاں بھی وقف ضعیف ہے۔

ق: یہ قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ کی نشانی ہے یہاں وقف کر سکتے ہیں لیکن بہت ضعیف علامت ہے۔

ک: یہ کَذٰلِکَ کی نشانی ہے یہ جس طرح کی علامت کے بعد آئے اسی طرح کا حکم اس کا بھی ہے یعنی اگر علامت وصل کے بعد آئے تو وصل کا اور علامتِ وقف کے بعد آئے تو وقف کا حکم ہوگا۔

قِفْ: یہ قَدْ یُوْقَفُ کا مختصر ہے امر کا صیغہ نہیں اس پر مجبوراً وقف میں حرج نہیں، ارادے سے وقف بہتر نہیں۔

صَلْ: یہ قَدْ یُوْصَلُ کا مختصر ہے یہ بھی امر کا صیغہ نہیں اس پر وقف سے وصل (ملا کر پڑھنا) پسندیدہ ہے اور قَدْ یُوْقَفُ کا مقابل ہے۔

صلی: یہ اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مختصر ہے اور وصل کی علامت ہے وقف ہو جائے تو اعادہ ضروری ہے۔

لا: یہ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ کا مختصر ہے وقف قبیح کی نشانی ہے یہاں ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔

قلا: یہ قِیْلَ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ کا مختصر ہے یہاں بعض علماء کے نزدیک وقف ہے بعض کے نزدیک نہیں اس پر وقف نہ کرنا بہتر ہے جن کے نزدیک یہاں وقف ہے ان کے نزدیک اعادہ نہیں۔

لاۤ: گول دائرہ کے اوپر لا اس کو آیتِ لا کہتے ہیں یہاں وقف قبیح نہیں۔ آیت ہے اس لئے وقف جائز ہے اور ملا کر پڑھنا بہتر ہے اور وقف کے بعد اعادہ نہیں۔

∴ قریب قریب دو جگہ تین تین نقطے یہ وقف معانقہ کی نشانی ہے قرآن کریم کے حاشیہ پر مع بنا ہوتا ہے یہ اس کا مختصر ہے جیسے مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ∴ سَلٰمٌ ∴ یہاں پہلی جگہ وقف اور دوسرے کا وصل کرے یا پہلے کا وصل کر کے دوسرے پر وقف کرے۔ یعنی فصل اول وصل ثانی یا وصل اول فصل ثانی۔

وقفہ۔ یہ "اَلْوَقْفُ مَعَ السَّکْتْ" کا مختصر ہے قاری جتنی تاخیر وقف میں کرتا آرہا ہے یہاں اتنی ہی تاخیر کے ساتھ سکتہ کرے یہ وقف نہیں بلکہ سکتۂ طویلہ (لمبا سکتہ) ہے یہ وہیں جائز ہے جہاں وقفہ بنا ہو یہاں اصل سکتہ جائز نہیں اور وقف سے وقفہ ہی بہتر ہے۔

وَقْفُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ قرآن کریم کے حاشیہ پر لکھا ہوتا ہے اس پر وقف مستحب ہے۔

وَقْفِ مُنَزَّلْ یا وَقْفِ جِبْرِیْلْ۔ یہاں بھی وقف کرنا مستحب ہے۔

وَقْفِ غُفْرَانْ۔ یہاں وصل سے وقف بہتر ہے۔

وَقْفِ کُفْرَانْ۔ یہاں ہرگز وقف نہ کرنا چاہئے۔ (مُلَخَّصًا از جامع الوقف)

متفرق ضروری فوائد

(۱) روایت حفص میں لفظ ءَاَعْجَمِیٌّ پ ۲۴ ع ۱۹ کے دوسرے ہمزہ کو نرمی سے پڑھنا واجب ہے اور اس نرم پڑھنے کو تسہیل کہتے ہیں۔

(۲) زاء سین صاد میں سیٹی جیسی آواز پیدا کرنا ضروری ہے لیکن مبالغہ نہ ہو اس کو صفیر کہتے ہیں۔

(۳) زاء کی اداء میں آواز بلند ہونی چاہئے اگر آواز بلند نہ رہی تو زاء، سین بن جائے گی۔

(۴) صاد کو ہمیشہ پُر پڑھنا چاہئے اور سین کو ہمیشہ باریک پڑھنا چاہئے اگر صاد پُر نہ ہوئی تو سین بن جائے گی اور سین پُر ہوگئی تو صاد بن جائے گی۔

(۵) طاء کو ہمیشہ پُر پڑھنا چاہئے اور تاء کو ہمیشہ باریک پڑھنا چاہئے۔ اگر طاء پُر نہ ہوئی تو یہ تاء کی طرح ہو جائے گی اور تاء پر ہوگئی تو یہ طاء کی طرح ہو جائے گی۔

(۶) ذال کو ہمیشہ باریک پڑھنا چاہئے اور ظاء کو ہمیشہ پُر پڑھنا چاہئے۔ اگر ذال پُر ہوگئی تو ظاء بن جائے گی اور ظاء باریک ہوگئی تو ذال بن جائے گی۔

ذال، ظاء، ضاد، ان تینوں حرفوں میں سیٹی جیسی آواز نہ پیدا کرنی چاہئے ان میں سیٹی جیسی آواز پیدا کرنا فحش غلطی ہے۔

(۸) قُطُبُ جَدٍّ (ق، ط، ب، ج، د) کے حروف جب ساکن ہوں تو ان میں سختی کے ساتھ آواز لوٹانا بہت ضروری ہے جیسے حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ٥ میں با اور دال، ان حروف میں اس آواز لوٹانے کو قلقلہ کہتے ہیں۔

(۹) لَا تَأْمَنَّا سورہ یوسف ع ۲/ اصل میں دونوں نون کے ساتھ لَا تَأْمَنُنَا تھا اس میں ادغام بھی جائز ہے اور اظہار بھی لیکن ادغام کے ساتھ پہلے نون کی حرکت کا اشمام ضروری ہے۔ اور اظہار کے ساتھ پہلے نون کی حرکت میں روم ضروری ہے۔

(۱۰) حفصؒ کی روایت میں وصلاً (ملا کر پڑھنے میں) چار جگہ سکتہ واجب ہے (۱) عِوَجًا سکتہ قَیِّمًا کہف ع ۱ میں جیم کے بعد والے الف پر ۲ مَرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا۔ یٰسٓ ع ۴ میں نون کے بعد والے الف پر (۳) مَنْ سکتہ رَاقٍ ٥ القیمہ ع ۱ میں نون ساکن پر (۴) كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ مُطَفِّفِيْنَ

(۱۱) يَبْصُطُ البقرہ ع ۳۲ بَصْطَةً الاعراف ع ۹ دونوں میں صاد لکھا ہوا ہے لیکن سین ہی پڑھا جائے گا۔ اور اَلْمُصَيْطِرُوْنَ ٥ طور ع (۲) میں صاد اور سین دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اور بِمُصَيْطِرٍ ٥ الغاشیہ میں صاد ہی پڑھا جائے گا۔

(۱۲) سورۃ الروم ع ۶ میں مِنْ ضُعْفٍ، مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً۔ ضُعْفًا تینوں لفظوں کو ضاد کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھنا درست ہے لیکن ایک پر فتحہ دوسرے پر ضمہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ تینوں پر فتحہ یا تینوں پر ضمہ پڑھنا چاہئے۔

پانچ جگہ لام کے بعد الف لکھا ہے جو کبھی نہیں پڑھا جاتا

(۱) لَاْاِلَی اللہِ آل عمران ع ۱۷ (۲) وَلَاْاَوْضَعُوْا توبہ ع ۷ (۳) لَاْاِلَی الْجَحِیْمِ صفت ع ۲ (۴) لَاْاَذْبَحَنَّہٗ النمل ع ۲ (۵) لَاْاَنْتُمْ حشر ع ۲

ذیل کے دس کلموں کے آخر میں الف لکھا ہے جو کبھی نہیں پڑھا جاتا

(۱) ثَمُوْدَاْ چار جگہ ہود ع ۶ فرقان ع ۴ عنکبوت ع ۴ / النجم ع ۳ (۲) اَوْیَعْفُوْاْ البقرہ ع ۳۱ (۳) اَنْ تَبُوْٓءَاْ مائدہ ع ۵ (۴) لِیَتْلُوَاْ الرعد ع ۴ (۵) لَنْ نَّدْعُوَاْ کہف ع ۲ (۶) اَتْلُوَاْ النمل ع ۷ (۷) لِیَرْبُوَاْ الروم ع ۴ (۸) لِیَبْلُوَاْ محمد ع ۱ (۹) نَبْلُوَاْ محمد ع ۴ (۱۰) دوسرا قَوَارِیْرَاْ دہر ع ۱

ذیل کے سات کلموں کا الف وقفاً پڑھا جاتا ہے اور وصلاً نہیں پڑھا جاتا

(۱) اَنَاْ ضمیر جہاں بھی آئے (۲) لٰکِنَّاْ کہف ع ۵ (۳) اَلظُّنُوْنَاْ احزاب ع ۲ (۴) اَلرَّسُوْلَاْ احزاب ع ۸ (۵) اَلسَّبِیْلَاْ احزاب ع ۸ (۶) پہلا قَوَارِیْرَاْ دہر ع ۱ (۷) سَلٰسِلَاْ اور سَلٰسِلَ دہر ع ۱ وقف کی حالت میں دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔

تنبیہ: واضح ہو کہ اَنَاسِیَّ، سورۂ فرقان ع ۵ وَاَنَابُوْا سورۂ زمر ع ۲ اَلْاَنَامِلَ سورۂ آل عمران ع ۱۲ اَنَابَ سورۂ لقمان ع ۲ لِلْاَنَامِ سورۂ رحمٰن ع ۱ کا الف ہر حال میں پڑھا جائے گا کیوں کہ یہ اَنَاْ ضمیر نہیں ہے۔

ذیل کے دس کلموں کے بیچ میں الف لکھا ہے جو کبھی نہیں پڑھا جاتا

(۱) اَفَائِنْ مَّاتَ آل عمران ع ۱۵ (۲) مِنْ نَّبَاۡیِٔ انعام ع ۴ (۳) وَمَلَا۠ئِہِمْ یونس ع ۹ مَلَا۠ئِہٖ چھ جگہ اعراف ع ۱۳ یونس ع ۸ ہود ع ۹ مومنون ع ۳ قصص ع ۴ زخرف ع ۵ (۴) فَلَمَّا اسْتَا۠یْئَسُوْا یوسف ع ۱۰ (۵) وَلَا تَا۠یْئَسُوْا یوسف ع ۱۰ (۶) یَا۠یْئَسُ رعد ع ۴ یوسف ع ۱۰ (۷) لِشَا۠یْئٍ کہف ع ۴ (۸) اَفَا۠ئِنْ مِّتَّ انبیاء ع ۳ (۹) وَجِا۠یْٓءَ زمر ع ۷ وَجِا۠یْٓءَ الفجر (۱۰) مِا۠ئَۃٌ ۔ مِا۠ئَتَیْنِ جہاں بھی آئیں۔